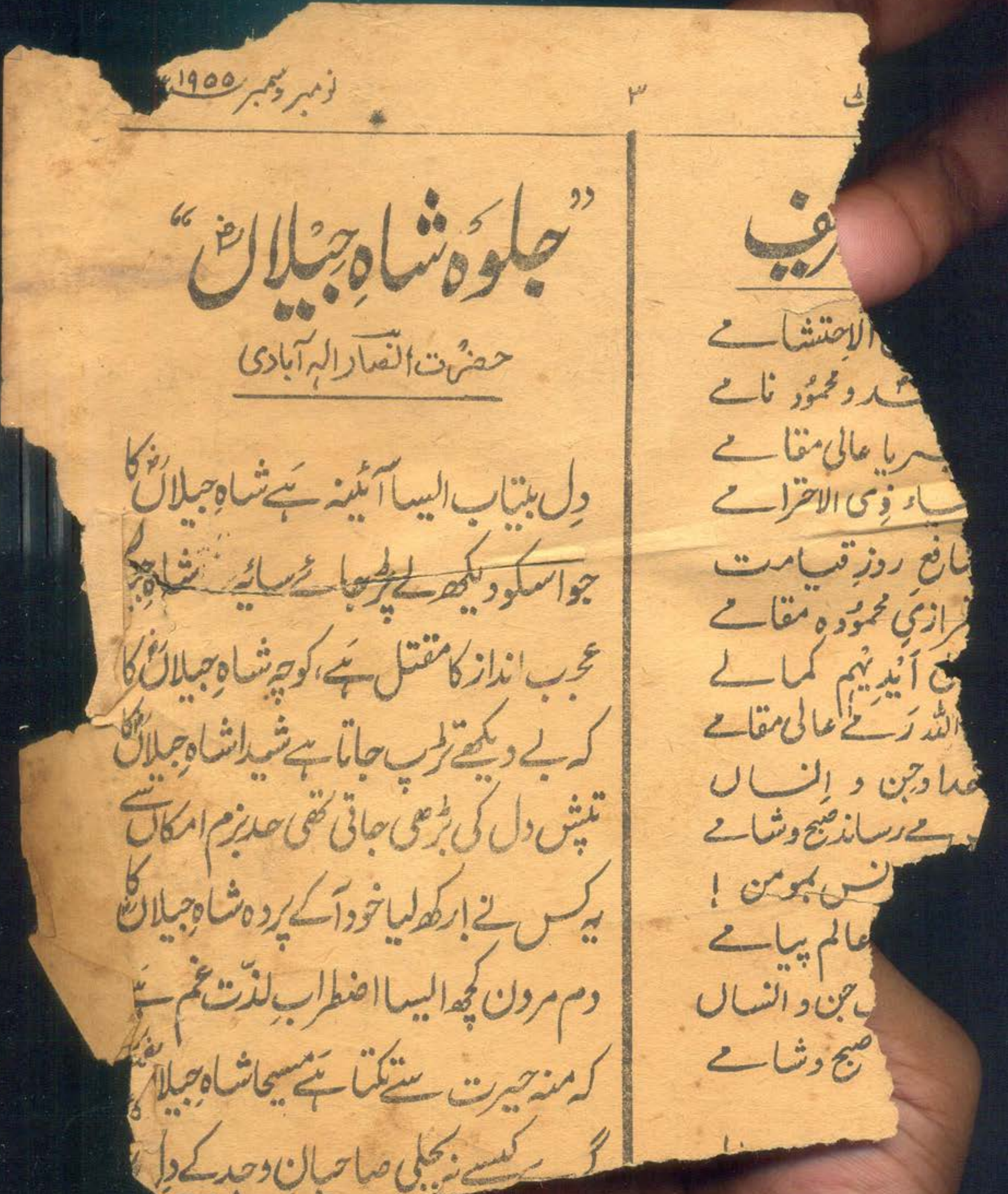

"جلوۂ شاہِ جیلاںؓ"

حضرت انصار الہ آبادی

دلِ بیتاب ایسا آئینہ ہے شاہِ جیلاںؓ کا
جو اسکو دیکھ لے پڑ جائے سایہ شاہِ ج
عجب انداز کا مقتل ہے، کوچہ شاہِ جیلاںؓ کا
کہ بے دیکھے تڑپ جاتا ہے شیدا شاہِ جیلاںؓ کا
تپش دل کی بڑھی جاتی تھی حد بزم امکاں سے
یہ کس نے ا رکھ لیا خود آ کے پردہ شاہِ جیلاںؓ کا
دم مردن کچھ ایسا اضطرابِ لذتِ غم سے
کہ منہ حیرت سے تکتا ہے مسیحا شاہِ جیلا
گرے کیسے نہ بجلی صاحبانِ وجد کے دِ

رف

الاحتشامے
ـد و محمود نامے
بر یا عالی مقامے
ء ذی الاحترامے
شافع روزِ قیامت
ازیِ محمودہ مقامے
آیّدہم کمالے
اللہ رسّے عالی مقامے
عدا و جن و انساں
ے رساند صبح و شامے
س بمومن !
عالم پیامے
جن و انساں
صبح و شامے

www.ameeremilat.org www.ameer-e-millat.com www.ameeremilat.com

انوارصوفیہ رسالہ

جو کہ حافظ پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمتہ اللہ علیہ نے

1901ء میں

شروع کروایا تھا اس کتاب میں مندرجہ ذیل مہینوں کے رسائل دستیاب ہیں

① انورصوفیہ مئی 1951
② انورصوفیہ مارچ 1952
③ انورصوفیہ فروری 1953
④ انورصوفیہ اپریل 1953
⑤ انورصوفیہ اگست 1953
⑥ انورصوفیہ جولائی 1954
⑦ انورصوفیہ اپریل 1955
⑧ انورصوفیہ اپریل، مئی 1955
⑨ انورصوفیہ جون 1955
⑩ انورصوفیہ جولائی 1955
⑪ انورصوفیہ اگست 1955
⑫ انورصوفیہ ستمبر 1955
⑬ انورصوفیہ اکتوبر 1955
⑭ انورصوفیہ نومبر، دسمبر 1955
⑮ انورصوفیہ جولائی، اگست 1956
⑯ انورصوفیہ ستمبر 1956
⑰ انورصوفیہ اکتوبر 1956
⑱ انورصوفیہ نومبر 1956

⑲ مناقب مجددیہ، قیومہ، مصومیہ، نقشبندیہ (ڈاکٹر اللہ دتہ طالب کنجاہی رحمتہ اللہ علیہ)

انوارصوفیہ کے رسائل فراہم کرنے پر میں پیر چوہدری عبدالرحمٰن خان جماعتی کا خاص طور پر مشکور ہوں۔ پیر چوہدری عبدالرحمٰن خان جماعتی مندرجہ ذیل کتابوں کے رائیٹر بھی ہیں انکی اب سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر کتاب عنقریب مکمل ہو جائے گی

۱۔ سیرت طالب ۲۔ انوار طالب ۳۔ تصوف ۴۔ تفسیر طالب ۵۔ (انگلش Sapritual Guiad)

فقیر الفقراء بختیار حسین جماعتی (غلام شیخ معزالدین جماعتی رحمتہ اللہ علیہ)

پیر سید جماعت علی شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ سے متعلق

ویب سائٹس، بلاگز، ویڈیو اور تصاویر کے لنکس

ویب سائٹس	http://ameeremillat.org/
ویب سائٹس	http://ameer-e-millat.com/
ویب سائٹس	http://ameeremillat.com/
ویب سائٹس	http://www.haqwalisarkar.com/
ویب سائٹس	http://www.charaghia.com/
کتابیں	http://www.scribd.com/bakhtiar2k
تصاویر	http://www.flickr.com/photos/34727076@N08/
تصاویر	http://www.flickr.com/photos/91889703@N07/
فیس بک پر پیر بھائیوں کا گروپ	http://www.facebook.com/groups/alipurmureeds/
بلاگز	http://wwwnfiecomblogspotcom.blogspot.com/2009_06_01_archive.html
بلاگز	http://www.jamaatali.blogspot.com/
بلاگز	http://alipuri.blogspot.com/2009/06/about-pir-syed-jamaat-ali-shah.html
بلاگز	http://www.jamaatali.blogspot.com/
ویڈیو	http://vimeo.com/user13885879/videos
ویڈیو	Youtbe: bakhtiar2k
اسلامی کتابیں ڈاؤن لوڈ کریں	www.marfat.com
اسلامی کتابیں ڈاؤن لوڈ کریں	www.maktabah.org
نعتیں ڈاؤن لوڈ کریں	www.fezanenaat.com

۷۸۶

تصوّف۔ فقر۔۔۔ گذشت

نظم ۱۶ کی شرح لکھتے ہوئے شارح موصوف فرماتے ہیں۔ کہ ذکر و فکر کے معنی ہم اس سے پہلے (نظم ۱۲ میں) بیان کر چکے ہیں۔ اقبالؒ اس نظم میں کے مفہوم کو اپنے خاص و انداز میں بیان کرتے ہیں۔ کہتے ہیں۔ کہ ذکر و فکر دراصل اس سالک یا مومن کی روحانی ترقی کی منزلیں ہیں۔ جسکی شان میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ وَعَلَّمَ آدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا۔ (البقرہ ع ۴) اور اللہ تعالیٰ نے آدم کو سب چیزوں کے نام سکھا دیئے۔ یعنی اللہ تعالےٰ نے حضرت آدم کی فطرت میں جستجو اور تحقیق کا مادہ ودیعت فرما دیا۔ شارح موصوف یہ لکھکر کہ مقام ذکر کیا ہے؟ لکھتے ہیں۔ کہ اس کا جواب اقبالؒ نے کس قدر دلپذیر انداز میں دیا ہے۔ کہتے ہیں کہ جب مومن مقام ذکر پر ئز ہوتا ہے۔ تو رومیؒ اور عطارؒ بن جاتا ہے یعنی حانیت میں بلند مرتبہ حاصل کر لیتا ہے۔ اور

مرتبہ کہا تھا۔ کہ "اگرچہ میں نے
ہے۔ لیکن دراصل فائدہ مجھے
ہوا۔ ایک تو قرآن مجید دوسری
حضرت شیخ فریدالدین عطارؒ مراد ہیں
منطق الطیر بہت مشہور ہوئی۔ یہ اس
کے بہت بڑے ماہر ہیں۔ چنانچہ
ہیں ؎

عطار روح بود و سنائی دو چ
ما از پے سنائی و عطار آ

(عطارؒ روح تصوف تھے ا
ہم تو سنائی اور عطار کے
شارح موصوف کا کہنا
بزرگوں کی تصانیف سے
ہے۔ ان کے کلام میں جا بجا

"نغمۂ نعت"

حضرت انصار الہ آبادی

نظارہ محروم مدعا ہے، نظر عجب پیچ و تاب میں ہے
جمال حق ہے رُخِ نبیؐ میں کہ ماہتاب آفتاب میں ہے

یوں ہی تڑپنے دو یا محمدؐ کہ خوب جی بھر کے میں تڑپ لوں
تمہاری چشم کرم کے صدقے بڑا مزہ اضطراب میں ہے

زمیں پر چاندنی کی موجیں، غرور سے کیوں نہ آ کے مچلیں
شعاع خاک رہ مدینہ، لطافت ماہتاب میں ہے

نہ خلد و کوثر کی آرزوئیں، نہ تخت کسریٰ سے کوئی مطلب
مرے لئے دو جہاں کی دولت غم رسالتمآب میں ہے

جہاں ہر گام پر کوئی خود قریب آ کر پکارتا ہے
اک ایسی منزل بھی اے مُحِبّو! محبّتِ بوتراب میں ہے

کہاں یہ انصارِ تنگ داماں کہاں یہ نعت شہِ دو عالم
جہاں مَلک کی زباں ہو قاصر وہاں بشر کس حساب میں ہے

مقامات حضرت مشکلکشاء بلاگرداں شہنشاہِ نقشبند بخاری قدس سرہ العزیز

۱۔ ایک درویش نے بیان کیا۔ کہ ایک دن حضور خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے جس روز آپ غدیوت میں تشریف فرما تھے فرمایا۔ کہ قصر عارفاں میں ہمارے گھر میں تھوڑی سی لکڑیاں سوختنی لے جاؤ۔ اور حضور خود کسی اور طرف تشریف لے گئے۔ چنانچہ حسب الحکم خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ تھوڑی سی سوس لکڑی جمع کیں۔ تو مَیں نے معلوم کیا۔ کہ سوس لکڑی جمع کرنی مشکل ہیں۔ اس لئے اس کے ہمراہ خاردار لکڑیاں جمع کرکے حضور کے دولت کدہ میں لے گیا۔ تین دن کے بعد حضور مراجعت فرما ہوئے۔ تو حضور علیہ الرحمتہ تمام قصہ اور طریق اور میرا اندیشہ لکڑی سوس اور خاردار جمع کرنے کا از خود فرمادیا۔ (بندگانِ خدا کو واقعات عالم پارینہ اور حال اور آئندہ کا خدا کے کرم سے علم دے دیا جاتا ہے)

۲۔ حضرت خواجہ رحمتہ اللہ کے ایک قرشی درویش نے حکایت بیان کی۔ کہ ان ایام میں کہ حضرت خواجہ قدس سرہٗ قرشی میں تشریف فرما تھے۔ ایک دن ارشاد فرمایا۔ کہ میری غدیوت کے درویشوں میں سے ایک درویش بنام شادی جو اس وقت بخارا میں ہے۔ تین روز کے بعد بخارا سے قرشی میں آئیگا۔ اس وجہ سے کہ وہ ایک دن ہمارے مکان واقعہ قصر عارفاں میں سوختنی لکڑیاں لایا۔ اور اس وقت اس سے کچھ قصور ہوگیا۔ اس قرشی درویش نے کہا۔ کہ میں تین دن خوب انتظار کرتا رہا۔ جب تیسرا دن آیا۔ تو شیخ شادی غدیوتی بخارا سے موضع قرشی میں بخدمت حضور خواجہ صاحب آیا۔ مگر حضور نے اسکو اپنی صحبت میں بیٹھنے کی اجازت نہ دی۔ اس واقعہ پر چند دن گذر گئے۔ مَیں چونکہ مبتدی سلسلہ تھا۔ مَیں نے حضور کی خدمت اقدس میں شادی کی معافی کے لئے التجا کی۔ خواجہ صاحب نے بہ نظرِ عنایت مہربانی فرمائی۔ اور اسکو معافی دے دی۔ تنہائی میں شیخ شادی سے موضع قرشی آنیکا سبب دریافت کیا گیا۔ تو اس نے کہا۔ کہ حضور خواجہ صاحب کے محل سرا میں لکڑیاں لے گیا۔ مجھ سے ایک غلطی ہو گئی۔ مَیں معافی حاصل کرنے کے لئے توقف نہ کرسکا۔ اسی دن اس طرف روانہ ہو گیا۔ اور تیسرے دن یہاں حاضر ہو گیا۔ اس جماعت نے وہ قصہ اس سے دریافت کیا۔ اور اس نے بعینہٖ وہی بیان کردیا۔ جو حضرت خواجہ صاحب نے فرمایا تھا۔ تمام حیران ہوگئے۔ اور ان کا عقیدہ حضور خواجہ صاحب علیہ الرحمتہ کی نسبت نہایت راسخ اور مضبوط ہوگیا۔

۳۔ خواجہ علاؤالحق والدین نوّر اللہ مشہدہٗ نے بیان فرمایا ہے۔ کہ ایک دن حضور خواجہ علیہ الرحمتہ اپنے درویشوں کے ہمراہ ایک درویش کے حجرہ میں قیام فرما تھے۔ جو اس خانوادہ کے تبع تھے۔ اور ان اصحاب میں سے بعض درویش دستر خوان (خوراک

کے اہتمام کے لئے حضور کے اشارہ سے حجرہ سے باہر گئے۔ اور وہ اصحاب بھی دو گروہوں میں تقسیم ہو گئے۔ ایک گروہ بازار صرافاں کی طرف گیا۔ اور انہوں نے حضور خواجہ صاحب کو اس جگہ موجود پایا۔ اس جماعت کو یہ تصور ہو گیا۔ کہ شاید حضور ان کے بعد اس حجرہ سے باہر تشریف لے آئے ہوں گے۔ دوسرا فریق چہارسو کی طرف گیا۔ اور انہوں نے بھی حضور خواجہ صاحب کو وہاں موجود پایا۔ انہوں نے بھی یہی تصور کیا۔ کہ شاید خواجۂ صاحبؒ ان کے باہر آجانے کے بعد خود باہر تشریف لے آئے ہوں گے۔ اس کے بعد ان کی برادر محمد درآہنین سے بازار ہی میں ملاقات ہوئی۔ اپنا قصّہ اس کے روبرو بیان کیا۔ تو اس نے کہا۔ کہ مَیں نے ابھی ابھی حضور خواجہ صاحب رحمتہ اللہ کو فلاں جگہ دیکھا ہے۔ ایک طرف جا رہے تھے۔ درویشوں کو تشویش اور تردّد ہوا۔ کہ حضور خواجہ صاحب کی خدمت میں کہاں حاضر ہوں۔ اسی سوچ بچار میں تھے۔ کہ ایک درویش آیا۔ اور اس نے کہا۔ کہ خواجہ صاحب فرماتے ہیں۔ کہ انہوں نے کیوں دیر کر دی ہے۔ اور انہوں نے وہ تمام قصّہ اس درویش سے بیان کیا۔ اور اس درویش نے کہا۔ کہ اس وقت سے کہ جب تم حضور خواجہ صاحب کی خدمت سے اس حجرہ سے باہر آئے ہو۔ حضور اس حجرہ سے ایک لمحہ کے لئے بھی باہر تشریف نہیں لے گئے۔ اور اس وقت آپ کو جلدی لانے کے لئے مجھے آپ کی طرف روانہ فرمایا ہے۔ ان اصحاب کو اس سے بڑی حیرانی ہوئی۔ اور اسی حیرانی ہی کے عالم میں حضور خواجہ صاحب کی خدمت اقدس میں حاضر ہو گئے۔ اور حضور نے ان سے کیفیّتِ حال دریافت فرمائی۔ تو اصحاب نے تمام قِصّہ بالتفصیل عرض کیا۔ خواجہ صاحب نے تبسّم فرمایا۔ اور مالک حجرہ یہ قصّہ سنکر بہت رویا۔ اور یہ قصّہ اسکی ازدیاد محبّت کا باعث ہو گیا۔ اس وقت خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا۔ کہ منقول ہے۔ کہ ایک ماہ رمضان خواجہ خواجگان خواجہ عزیزاں علی رحمتہ اللہ علیہ کو سیزدہ (تیراں) گھروں سے افطاری دعوت آئی۔ حضور نے تمام کی دعوت قبول کی۔ ناقل بیان کرتا ہے کہ مَیں ایک دسترخوان پر حضور کی خدمت میں حاضر رہا۔ دوسرے مواقع والے سے پوچھا۔ تو اس نے بھی ایسا ہی کہا۔ اور آپ تمام گھروں میں تشریف لے گئے تھے۔

۴۸۶

توبہ…… گذشتہ سے پیوستہ

لب پہ توبہ اور دِل میں بغض و کیں
توبہ اس توبہ سے کرائے اہلِ دیں

توبہ کی جب تو نے حاصل کر ثبات
اور خدا سے مانگتا رہ تو نجات

توبہ پر جو شخص ہو ثابت قدم
اس کے دِل میں نور چمکے دَم بدَم
جس کا عِصیاں سے ہے آلودہ قدم
دِل میں لے جاتا ہے حسرت مرتے دم
مانگتا ہے ایک دن اللہ سے
تاکہ توبہ سب گناہوں سے کرے
کہتا اس کو ہے بہت دن تھے تجھے
ہر خطا سے توبہ کرنے کے لئے
عمر کی ساعت تری آخر ہوئی
اب نہیں باقی رہا ہے دن کوئی
پھر کرے گا ایک ساعت ہی طلب
حکم ہو گا اب نہیں اے بے ادب
جبکہ ہو گا اس طرف سے نا امید
بے قراری پھر اسے ہو گی مزید
یونہی مر جائے گا وہ گر ہے شقی
خاسر و بدبخت ہو گا اس گھڑی
اور اگر ہوگی سعادت اس کے نام
تو رہے ایماں سلامت لا کلام
زہرِ قاتل ہیں یہ عِصیاں چھوڑ دے
حیف ادھر سے دل ترا غافل رہے
شہد ہے یہ زہر آلودہ! نہ کھا
موت اپنی کو نہ تو خود ہی بُلا!
نفس کی خواہش سے جو کھاتے رہے
اب تدارک اس کا کرنا چاہئے

توبہ کر کہتا ہے وہ ربِّ کریم
کہ ہے اِنَّ اللّٰہَ تَوَّابٌ رَّحِیْم
جانبِ حق پھیر اپنے قلب کو
جُرم نامہ شرم کے پانی سے دھو
حیف! شرم آتی نہیں خلق سے تجھے
شرم آتی ہے تجھے اَغیار سے
پاک ہو اور پاک کر سب جسم و جاں
پاک جا پر تا ملے تجھکو مکاں
پاک ہی پیدا کیا حق نے تجھے
روح اپنی پھونکی قالب میں ترے
عمر دی تجھ کو امانت کے لئے
نہ کہ دی جُرم و خیانت کے لئے
یہ امانت ہے اِسے ہرگز نہ بھول
رکھ خیانت سے بچا کر اے فضول

(راقم فقیر محمد اللہ دتا طالب از کنجاہ)

ترجمہ منظوم خطبہ نبوی نمبر ۱۵

جان لو اے حاضرینِ جاں نثار
حکم دیتا ہے مِرا پروَردگار
آج جو باتیں سکھائی ہیں ہمیں
سب کی سب ہی وہ بتادوں میں تمہیں
جو عطا مَیں نے کیا ہے اسکو مال
میرے بندے کیلئے ہے وہ حلال

راہِ حق پر پیدا بندوں کو کیا
اُن کو شیطان نے ہے گمراہ کردیا
چیزیں جو کی تھیں حلال ان کیلئے
اس نے سب کردیں حرام ان کیلئے
شرک کرنے کی ہدائیت ان کو کی
سند جس کی پاس اس کے کچھ نہ تھی
جب نظر کی حق نے اہلِ ارض پر
ناپسند فرمائے وہ سارے بشر
ماسوی تھے ان سے چند اہلِ کتاب
خواہ عرب کے یا عجم کے بے حساب
اور کہا بھیجا تجھے اللہ نے
تم سے سب کو آزمانے کے لئے
اور تم پر ایسی کی نازل کتاب
محو ہو سکتی نہیں جو زیرِ آب
خواب و بیداری میں حال و قال میں
اسکو پڑھ سکتے ہو تم ہر حال میں
اور خدا نے حکم ہے مجھ کو دیا
کہ قریشوں کو یہاں سے دو چلا
عرض کی میں نے بڑے پر جور ہیں
توڑ دینگے سر مرا شہ زور ہیں

حق نے فرمایا انہیں تم دو نکال
جیسا ان سب نے دیا تم کو نکال
تم لڑو ساماں سب لائیں گے ہم
خرچ بھی ہوگا جو سب وہ دینگے ہم
تم کرو لشکر روانہ ایک !! گر
بھیجیں گے ہم پنج گنا سے بیشتر
سب غلاموں کو تم اپنے ساتھ لو
سرکشوں پر زور سے حملہ کرو

نیز ہیں فرما گئے پیارے نبیؐ
تین قسموں کے ہیں بندے جنتی
ایک حاکم منصف و نیک اور سخی
دوسرا ہے نرم دل وہ آدمی
جو ہمیشہ رکھتا ہے سب پر نظر
مہرباں ہے خویش اور اغیار پر
تیسرا پرہیزگار اہلِ عیال
جو نہیں کرتا کسی سے کچھ سوال

(راقم فقیر محمد اللہ دتا طالب از گنجاہ)

انوار الصوفیہ از مولوی نورالدین از بھک

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ خَیْرِ خَلْقِهٖ وَنُوْرِ عَرْشِهٖ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ

اما بعد ایں فقیر حقیر قبل اس کے کہ اپنے مضمون کی طرف متوجہ ہو۔ چند کلمات برائے جواب آں مخلصم کہ جس نے اس محبوب و مقبول رسالہ کی شکائیت دفتر رسالہ مذکور میں ارسال کی ہے لکھے کہ میرے تمام یاران طریقت پر واضح ہو جاوے، کہ اس رسالہ کی حقیقت

کیا ہے؟

برادرانِ اسلام وخصوصاً یارانِ طریقت نے واقعات آغازِ اسلام پڑھے یا سُنے ہوں گے۔ کہ کفر نوجوانی میں تھا۔ اور طرح طرح کے لوازمات اس میں موجود تھے۔ ہر طرح کی پسندیدہ اور دِلرُبا عیاشیاں ہر وقت موجود رہتی تھیں۔ ہر شخص اپنی خواہشات کا غلام بنا ہُوا تھا۔ اس وقت اللہ تبارک وتعالےٰ عزّ اسمہٗ نے ایک شریف خاندان میں سادہ لباس (جس میں ریشم یا زری کی تار تک بھی نہیں) میں ایک سادہ کتاب قانون دے کر اپنے پیارے نبی کو مبعوث فرمایا۔ اس کے پاس خوبصورت ڈیزائن اور ٹائیٹل والی اخباریں نہیں تھیں۔ جس کو دیکھ کر ہر کس وناکس گرویدہ ہو جاتا۔ مگر اس سادہ کتاب کے اندر وہ تمام خوبصورتیاں اور کششیں موجود تھیں۔ جو پڑھنے اور سُننے سے (نہ کہ دیکھنے سے) دل کی گہرائیوں اور سینہ میں اس طرح پیوند ہو جاتی تھیں۔ جس طرح کہ عطر کی خوشبو دماغ میں پیوند ہو جاتی ہے۔ جسکے سینہ میں یہ کشش اثر کر گئی، اُس نے تمام ظاہری خوشنمائیوں اور دلربائیوں کو ایسی لات ماری۔ کہ پھر کر اسکی طرف دیکھا تک بھی نہیں۔ اس کی حقیقت آپ حضرت بلال رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے دریافت کریں۔ مگر اس زمانہ میں ہم اپنی حالتِ زار پر کتنا ماتم کریں، کہ اُس محبوبِ حقیقی کا بھیجا ہُوا پیغام (قرآنِ کریم) ہم نے بند کرکے اوپر غلاف دے کر چھت کے نیچے لٹکا دیا ہے۔ یا جالہ طاق میں رکھ دیا ہے۔ بیچ میں کھول کر دیکھا تک نہیں۔ کہ لکھا کیا ہے۔ پھر ہم اسکی شیرینی اور حلاوت کو کیا سمجھیں۔ پوچھنا تو اس سے چاہیئے جس نے اپنے دل اور سینہ میں اُسے جگہ دے کر اجاگر کیا ہے۔ بندہ کی ناچیز سمجھ میں رسالہ ہوبہو تفسیر قرآن ہے بھلا جس قرآن کو ہم نے بھلا دیا ہے۔ اسکی تفسیر کو ہم اپنے دل میں کب جگہ دے سکتے ہیں۔ اور بعینہٖ فرمان خداوندی کی طرح رسالہ کو بند کرکے رکھ دیا جاتا ہے، دو پیسے نام خریداری میں بھی رہے۔ اور دماغ کو تکلیف بھی نہ ہووے۔ اور نعوذ باللہ وقت کا اسراف بھی نہ ہووے۔ ایسی پیری مریدی الٹا وبالِ جان ہوتی ہے۔ ایک مجازی محبوب کے ہر ممکن اور ناممکن امر کی اتنی سختی سے تعمیل کی جاتی ہے۔ کہ ذرّہ برابر بھی فرق نہ آنے پائے۔ مگر اس محبوب حقیقی کے پیارے اور لاڈلے حبیب کے فرمان کو بند کرکے پسِ پشت ڈال دیا جاتا ہے۔ یہ سخت غلطی نہیں تو اور کیا ہے۔ اللہ تبارک وتعالےٰ اس غلطی اور گمراہی سے بچا دے۔ اور تمام یارانِ طریقت کو مرشدی ومولائی حضرت امیرِ ملّت رحمتہ اللہ علیہ کا حقیقی عشق عطا فرماوے۔ اور اس کے قدم بقدم چلا کر راہِ ہدایت عطا کرے۔ آمین۔

بندہ اب اصلی مضمون ترکِ دنیا کی طرف توجہ دیتا ہے۔ کہ شمارہ نمبر ۱۱ میں بندہ عرض کر رہا تھا۔ کہ جب کبھی رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی طبع مبارک پر ملال آیا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام حاضر ہو جاتے تھے۔ وحی نے عرض کی، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی پاک ذات نے فرمایا ہے۔ کہ اے میرے محبوب آپ غم مت کریں۔ آپ جدھر بھی تشریف لے جائیں گے۔ یہ پہاڑ تمام سونا بن کر ساتھ چلے گا۔ اور جتنا خرچ

رمائیں گے کم نہ ہوگا۔ تو جناب کے سینہ مبارک میں فقر کے جذبات لہریں مارنے لگے۔ آپ نے رو کر انکساری کی حالت میں عرض کی۔ یا باری تعالےٰ مجھے تو اگر ایک روز کھانا ملے۔ تو کھا کر شکر کروں۔ اور شاکر کا درجہ پاؤں۔ اور ایک روز فاقہ ہووے تاکہ صابر کا درجہ پاؤں۔ مجھے تو امیری سے فقیری اچھی ہے۔ تو فرمایا۔ کہ اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ وَالْفَقْرُ مِنِّیْ۔ یعنی فقر میرا فخر ہے اور فقر مجھ سے ہے۔ پس معلوم ہوتا ہے۔ کہ جس شخص کو دیدار الٰہی کی خواہش ہو۔ وہ طریقہ فقر اختیار کرے اور ذکر و فکر۔ عشق و محبت الٰہی میں مشغول ہو کر معرفت حاصل کرے۔ جس شخص کو جنت مطلوب ہو۔ اور حور و قصور کی خواہش ہو۔ وہ ریاضت۔ زہد۔ تقوےٰ۔ صوم و صلوٰۃ۔ حج و زکوٰۃ۔ تلاوت قرآن شریف غرضیکہ جو کچھ اسلام بتلائے۔ اسکو بجا لائے۔ جو شخص دوزخی بننا چاہے۔ وہ لذت نفسانی و حیوانی و حرکات تمام شیطانی اختیار کرے۔ اور جو منہ در آئے بکے۔ اور جو کچھ آگے آئے ہضم کر جاوے۔ اور حلال و حرام میں کچھ فرق نہ کرے۔ اور کفار و فجار و منافقین سے میل محبّت رکھے۔ تو اسکو جہنّم بھی حاصل ہو جائیگا۔ جیسی نیّت ویسا پھل۔ چنانچہ حدیث صحیح میں مسطور ہے۔ اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ یعنی مَنْ اَحَبَّ قَوْمٍ فَھُوَ مِنْھُمْ۔ یعنی جو شخص کسی قوم سے محبت رکھتا ہے۔ وہ اُسی سے ہوگا۔ اور یہ حدیث مطابق آیت مَنْ یَّتَوَلَّ مِنْکُمْ فَاِنَّہٗ مِنْھُمْ کے ہے۔ اور اسی دوستی و محبت پر حکایت آئی ہے۔ کہ ایک روز سلطان العاشقین حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمتہ اللہ تعالیٰ عز اسمہٗ کے ساتھ ہمراز ہو رہے تھے۔ اور ناز و نیاز کی باتیں ہو رہی تھیں۔ یہاں تک کہ رب العزت کی طرف سے آواز پہنچی۔ اے بایزید کس قدر تم ریاضت و محنت و مجاہدہ کی مشقت اٹھا رہے ہو۔ کیا تمہیں مقام عرش چاہئے۔ جواب میں عرض کیا۔ کہ اے میرے مالک دو جہان کے خالق عرش تو جگہ روحانیوں کی ہے۔ میں روحانی نہیں ہوں۔ پھر ندا آئی۔ کہ تجھے کرسی چاہئے۔ عرض کیا۔ کہ اے پروردگار کرسی جائے قروبیاں ہے میں قروبی نہیں ہوں۔ پھر ندا آئی۔ کہ اے بایزید تجھے آسمان چاہئے۔ عرض کیا۔ کہ اے پروردگار۔ آسمان جگہ فرشتوں کی ہے۔ میں کوئی فرشتہ نہیں ہوں۔ پھر ندا آئی۔ کہ تجھے بہشت کی خواہش ہے۔ عرض کیا۔ اے خداوند بہشت جائے مومنوں اور پرہیزگاروں کی ہوتی ہے۔ میں ایسا مومن اور پرہیزگار نہیں ہوں۔ اور نہ مجھے اِس کی خواہش ہے۔ پھر ندا آئی۔ کہ شائد اب تجھے دوزخ چاہئے۔ جواب دیا اے میرے مالک الملک دوزخ تو جگہ منکروں اور کافروں کی ہے۔ میں کوئی منکر اور کافر نہیں ہوں۔ پھر لطف و کرم سے آواز آئی۔ کہ شائد اے بایزید تو مجھے چاہتا ہوگا۔ اچھا لیجئے۔ اگر تو ہمیں نہ پا سکے۔ تو پھر کیا کام اس صلے میں کریگا۔ پس جبکہ یہ سخن خواجہ خواجگان حضرت بایزید بسطامی قدس اللہ سرہ العزیز نے سنا تو ایک آہ سرد ماری اور سر بسجود ہو کر جان بحقِ دوست قربان کر دی۔ بیت ؎

شکر للہ کہ شہید عاشق نمرد۔ جانِ خود را فنا فی اللہ برد
تن چو از خاک است او را خاک باید شدن۔ جان ز افلاک است بر افلاک باید شدن

لہذا اب بندہ اس مضمون کو اسی بات پر ختم کریگا۔ کہ تمام قبروں کو یکساں مٹی کے ڈھیر نہ سمجھنا چاہیئے۔ اور تمام دینی مکتوبات کو نظرِ حقارت سے نہ دیکھنا چاہیئے۔ کیونکہ اس مٹی میں اور کاغذات کے ٹکڑوں میں ہزارہا باطنی خزانے چھپے پڑے ہیں۔ اور روحانی اژدہا کی طرح اپنے خزانے پر کنڈل مارے بیٹھے رہتے ہیں۔ ؂

خاکساراں جہاں را بہ حقارت منگر
تو چہ دانی کہ دریں گرد سوارے باشد

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ۔

(منشی نور دین از بھک میکناں ضلع سرگودہا)

نعت شریف!!

محمد محمد ہے وردِ زباں　　خدارا۔ خدارا سُنو داستاں
مرے قبلہ و کعبۂ جان و دل　　مرے دین و ایماں کے روح و رواں
تو اے باعثِ خلق و مختارِ حق!　　تری مملکت میں ہیں کون و مکاں
ترے فیض سے سب جہاں مستفیض　　تو رحمت مجسم ہے حق کا نشاں
مرے دردِ دل کا سُنے ماجرا　　شفیق ایسا تیرے سوا ہے کہاں
مَیں نادار مفلس ہوں جاؤں کہاں　　زمیں تنگ ہے دور ہے آسماں

جُدائی کے صدموں سے طالب ہے تنگ
حبیبِ خدا۔ الاماں۔ الاماں

اخلاقِ نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم)

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے اخلاق احسن اور تعریف میں خود اللہ تعالےٰ اجلّ شانہٗ نے ایسے پیارے الفاظ ارشاد فرمائے ہیں، کہ دنیا کے کسی مصلح، کسی نبی، کسی پیغمبر کی نسبت ایسی تعریف کسی آسمانی کتاب یا صحیفہ میں موجود نہیں ہے، نہ ہی کسی ہادیِ قوم کی عملی زندگی سے ایسی اعلےٰ اخلاق کی مثالیں مل سکتی ہیں۔ جو حضور نے نمونہ دنیا کے سامنے پیش کیا۔ ارشاد باری تعالیٰ۔ اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ۔ حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں۔ شعر

ہمچو تو نازنینے از سر تا بپا شرافت
گیتی نشاں ندادہ ایزد نیا فریدہ

دوسری جگہ فرماتے ہیں۔

اے دَر رُخ تو پیدا انوار بادشاہی
در فکرت تو پنہاں صد حکمتِ الٰہی
کلک تو بارک اللہ در ملک و دیں کشادہ
صد چشمہ آبِ حیواں از قطرۂ سیاہی
در دُودمان آدم تا وضع سلطنت ہست
مثل تو کس ندیدا ست ایں علم را کماہی
اے عنصر تو مخلوق از کیمیائے عزّت
وے دولت تو ایمن از صدمت تباہی

یہ امر ہر صاحب دل صاحب نظر جس کے دل میں ذرہ بھر بھی نورانیّت یا انصاف پسندی ہے۔ اس کو تسلیم ہی کرنا پڑا ہے، کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اخلاق و اعمال کا نمونہ سب سے افضل سب سے اعلےٰ اور تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ کا بہترین، اکملین نمونہ ہے۔ اسی لئے چونکہ وہ رحمۃٌ للعالمین تمام جہانوں تمام زمانوں کے لئے ہادی اور رہبر تھے۔ ان کے اعمال و اخلاق کی ہر ایک جزی بھی برائے ہدائیت عالم ضبط تحریر میں لائی گئی ہے۔ ہم حضور سیّد الانبیا خاتم المرسلین کے فضائل اخلاق بھی باب وار بیان کرنا چاہتے ہیں۔ اور سب سے اول حضور کی اولاد سے جو محبّت تھی۔ وہ ناظرین رسالہ کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔

اولاد سے محبّت

حضور کو اولاد سے بڑی محبت تھی۔ چنانچہ سرکار دو عالم علیہ السلام جب کبھی سفر کو جاتے۔ تو سب سے آخر آپ حضرت فاطمہ رضؓ کے پاس تشریف لے جاتے۔ اور واپسی پر آپ سب سے اول ان ہی کو سعادت باریابی خدمت حاصل ہوتی تھی۔

حضرت فاطمہ رضؓ جب آپ کی خدمت اقدس میں حاضر آتیں۔ تو حضور علیہ السلام کھڑے ہو جاتے

ان کی پیشانی کو بوسہ دیتے۔ اور ان کو اپنی نشست پر بٹھاتے۔ خود ایک طرف ہٹ جاتے۔

آمامہ حضور علیہ السلام کی نواسی تھی۔ جس سے حضور علیہ السلام کو بڑی محبت تھی۔ ایک بار حضور آمامہ کو کندھے پر اٹھائے ہوئے مسجد نبوی میں تشریف لائے۔ اور کندھے پر اٹھائے ہوئے ہی نماز پڑھائی۔ جب رکوع میں جاتے آمامہ کو اتار دیتے۔ جب کھڑے ہوتے پھر کندھے پر چڑھا لیتے اسی طرح پوری نماز ادا کی۔

حضرت ابراہیم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا صاحب زادہ تھا۔ وہ عوالی میں پرورش پاتے تھے۔ جو مدینہ شریف سے چار میل کے فاصلہ پر تھا۔ آپ پاپیادہ حضرت ابراہیم کو دیکھنے کے لئے جاتے۔ انّا کے گھر میں سخت دُھواں ہوتا۔ مگر آپ ابراہیم کو جا کر انّا سے لے کر اٹھاتے۔ اس کا منہ سر چومتے اور پیار کرتے۔ پھر مدینہ واپس تشریف لاتے۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے کسی کو اپنے خاندان سے ایسی محبت کرتے نہیں دیکھا۔ جیسی حضورؐ کو تھی۔

امام حسین علیہ السّلام سے محبّت

ایک دفعہ ایک عرب رئیس مسمی اقرع بن حابس آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ اس وقت حضور امام حسین علیہ السلام کا منہ چوم رہے تھے۔ بڑی محبت اور پیار سے۔ اقرع نے عرض کیا۔ کہ میرے دس بچے ہیں۔ میں نے کبھی کسی کا اس طرح منہ نہیں چوما۔ نہ پیار کیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ جو اَوروں پر رحم نہیں کرتا۔ اُس پر رحم نہیں کیا جا (خدا اس پر رحم نہیں کرتا)

حسنین علیہما السلام سے اتنی محبّت تھی۔ فرما تھے۔ میرے گلدستے ہیں۔ جب حضرت فاطمہؓ گھر تشریف لے جاتے تو فرماتے۔ میرے بچوں کو وہ ہر دو صاحبزادگان عالی مقام حضرات حسنین علی السلام کو لاکر پیش کرتیں۔ حضور علیہ السلام دونوں ک سونگھتے۔ ان کو بوسہ دیتے۔ اور اپنے سینہ سے لپٹا لیتے۔

ایک بار حضور مسجد میں خطبہ فرما رہے تھے۔ حسنین علیہما السلام سرخ کُرتے پہنے ہوئے آئے۔ بچے کم سن لڑکھڑاتے آ رہے تھے۔ حضور نے جب ان کو اس طرح لڑکھڑاتے دیکھا۔ حضور منبر سے اُتر آئے۔ اور ان کو گود میں اٹھا لیا۔ اور اپنے سامنے بٹھا لیا۔ اور پھر فرمایا (اِنَّمَآ اَمْوَالُکُمْ وَاَوْلَادُکُمْ فِتْنَةٌ) فرمایا کرتے تھے۔ کہ حسین میرا ہے۔ اور میں حسینؓ کا۔ خدا اس سے محبت رکھے جو حسین سے محبت رکھتا ہے۔

ایک دفعہ حسنین میں سے دوش مبارک پر ایک صاحب سوار تھے۔ کسی نے کہا۔ کیا اچھی سواری ہے۔ حضور نے فرمایا۔ اور سوار بھی کیسا اچھا ہے۔ اکثر امام حسنؓ علیہ السلام کو گود میں لیتے۔ اور اُن کے مُنہ میں مُنہ ڈالتے اور فرماتے خدایا میں اِسکو چاہتا ہوں۔ اور اُس کو بھی چاہتا ہوں۔ جو اِسکو چاہے۔

(باقی آئندہ)

(محمدؐ کرم الٰہی)

باسمِ رَبِّ عظیمُ الودود
۱۳۷۵ھ

قصیدہ ولادت باسعادت فرزند ارجمند معلّے الالقاب حضرت صاحبزادہ الحاج حافظ پیر سیّد حیدر حسین شاہ صاحب قبلہ جماعتی نقشبندی مدّظلہ العالے

خوشخبری صدہا جاں افزا
۱۹۵۵ء

مسرتی نغمۂ دل پسند

اللہ کی رحمت سے کھلا خوشیوں کا در آج
ظاہر ہے بزرگوں کی دعاؤں کا اثر آج

ہر مرغِ نوا سنج ہے مصروفِ لک الحمد
طوبیٰ کا شجر بن گیا ہر ایک شجر آج

ہر دشت میں کہسار میں وادی میں چمن میں
فطرت کہ لٹاتی ہے زر و سیم و گہر آج

بکھرے ہوئے ہر سمت ہیں گلپوش نظارے
یا گوشۂ فردوس ہے دامانِ نظر آج

ہر دل میں ہے اک ولولہ انگیز مسرت
اللہ نے بخشا شۂ حیدر کو پسر آج

اس طفل کو ہاں مردمکِ چشم کے بدلے
آنکھوں میں جگہ دیتے ہیں سب اہلِ نظر آج

وا ہے جو درِ فیض تقریبِ ولادت
مقسوم لیے جاتا ہے ہر ایک بشر آج

اک بیکس و مسکیں ہے کلیم تہی داماں
شائد کہ ہو اس پر بھی عنائت کی نظر آج

پیش کش۔ حقیر کلیم جماعتی مجددی ادیب فاضل

"اعداد واؤ شامل ہیں"

حکایات الصالحین

قسط ۲

(مولانا مولوی غلام رسول گوھر جماعتی نقشبندی ایڈیٹر ماہنامہ مبلغ قصور)

کعبہ کا بندگان خدا کی خدمت میں آنا۔

بادشاہان ترکیہ سے ایک بادشاہ تھا جس کو لغو کبیر کہتے تھے۔ اس کے گھر میں ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ اس سے پہلے اس کے گھر میں کوئی اولاد نہ تھی۔ جب وہ لڑکی جوان ہوئی۔ تو اس کو جنون کا عارضہ ہو گیا۔ بادشاہ نے اعلان کیا۔ جو شخص میری بیٹی کا علاج کریگا۔ میں اس کا اس کے ساتھ نکاح کر دونگا۔ بہت سے طبیبوں نے اس کا علاج کیا۔ مگر وہ ہوش میں نہ آئی۔ اور جو شخص اس کے علاج میں ناکام رہتا۔ بادشاہ اس کے قتل کا حکم دیتا۔ اس وجہ سے بہت سے لوگ جنہوں نے اس کے علاج کی ناکام کوشش کی ہلاک ہو گئے۔ ابوالحسن نوری رحمتہ اللہ علیہ کو معلوم ہوا۔ تو انہوں نے کہا۔ میں لوگوں کو اس مصیبت سے چھڑانے کی کوشش کرونگا۔ چنانچہ انہوں نے فرمایا۔ لڑکی کو میرے پاس لاؤ۔ میں اس کا علاج کرونگا۔ کیونکہ میں بھی ایک طبیب ہوں۔ لوگوں نے کہا۔ وہ لڑکی ایک عرصہ سے فلاں جنگل کی طرف بھاگ گئی ہے۔ اور کوئی شخص بھی اسکو تندرست نہیں کر سکا۔ ابوالحسن نوری رحمتہ اللہ علیہ اس جنگل کے قریب گئے۔ اور بلند آواز کے ساتھ اعوذ اور بسم اللہ کے بعد سورۃ بقرہ کو پڑھنا شروع کیا۔ جب اس لڑکی نے قرآن شریف کی آیات کو سنا۔ تو اس نے چیخ ماری۔ اور درختوں سے نکل کر ابوالحسن نوری رحمتہ اللہ علیہ کے سامنے آئی۔ اور کہا۔ اے ابوالحسن نوری تو میرے محبوب کا کلام پڑھتا ہے۔ ابوالحسن نوری نے کہا۔ تجھ کو میرا نام کس طرح معلوم ہوا۔ حالانکہ تو عجمی ہے۔ اور تجھے کس نے بتایا۔ کہ یہ تیرے محبوب کا کلام ہے۔ اس نے کہا۔ اے شیخ تجھے معلوم ہونا چاہئے۔ میں نے اس صورت اور حال کو اس لئے اختیار کیا ہے۔ کہ لوگوں سے چھوٹ جاؤں۔ حقیقت میں مجھے جنون نہیں ہے۔ پھر اس نے ابوالحسن نوریؒ کو کہا۔ آپ قرآن شریف کی تلاوت کریں۔ تاکہ میں سنوں۔ انہوں نے سورۃ بقرہ سے لے کر سورۃ آل عمران تک تلاوت کیا۔ ابوالحسن نوریؒ نے کہا۔ کہ تجھ کو اس حال پر دیکھکر مجھے بڑا افسوس آتا ہے۔ تو کپڑے پہن کر میرے ساتھ اپنے باپ کے پاس چل۔ تاکہ وہ میرا تیرے ساتھ نکاح کرے۔ اس نے کہا۔ تجھ کو میرے نکاح سے کیا نفع اور کیا راحت ہوگی۔ جبکہ مجھکو کسی شخص کی طرف رغبت نہیں ہے۔ ابوالحسن نوریؒ نے کہا جب میں تیرا شوہر ہونگا۔ تو تیری طرف نظر کرنی میرے واسطے جائز ہوگی۔ اور میں تجھ کو بیت اللہ شریف کی طرف لے جاؤنگا۔ تاکہ ہم دونوں حج کریں۔ اس نے کہا۔ اے ابوالحسنؒ کعبہ کیا ہے۔ ابوالحسن نوریؒ نے کہا۔ کعبہ مکہ میں ہے۔

اور لوگ حج کے واسطے ہر سال جاتے ہیں۔ اور اس کا طواف کرتے ہیں۔ اس نے آسمان کی طرف نظر اٹھائی اور کہا۔ "اُے میرے رب تو نے مجھکو اپنی بندگی کے راستے کیطرف بلایا۔ تو میں نے قبول کیا۔ اور تیری خدمت میں حاضر ہو گئی۔ اور اپنے گھر والوں کو تیری محبّت میں چھوڑ دیا۔ اس دنیا میں تیرا گھر ہے۔ تیرے بندے اس کا طواف کرتے ہیں۔ اور تو نے مجھے وہ دکھایا ہی نہیں۔" پھر وہ کھڑی ہوئی اور چلنے لگی۔ ابوالحسن نوریؒ بھی اس کے پیچھے چلنے لگے۔ یہاں تک کہ ایک نہر آئی۔ وہ اس پر بھی چلنے لگی یہاں تک کہ اسکی دوسری طرف پہنچ گئی۔ ابوالحسن نوریؒ ادھر ہی اپنی جگہ پر ٹھہر گئے۔ اور دیکھا۔ کہ کعبہ اس کے نزدیک ہے۔ اور وہ اس کا طواف کر رہی ہے۔ پھر اس نے ابوالحسن نوریؒ کو مخاطب کر کے کہا۔ اے امام المسلمین۔ جو شخص اپنے قلب کو اللہ کے واسطے خالص کرتا ہے۔ اور عمل بھی اللہ ہی کے واسطے کرتا ہے۔ وہ نہ شوہر کا محتاج ہوتا ہے۔ اور نہ زادِ راہ کا اور نہ سواری کا جو اسکو کعبہ کی طرف لے جائے بلکہ کعبہ ہی کو اسکی طرف بھیجدیا جاتا ہے۔

جو شخص مولا تعالیٰ کا فرمانبردار ہوتا ہے۔ اُسکی ہر چیز فرمانبردار ہوتی ہے۔

حضرت ابراہیمؑ ایک جنگل میں تھے۔ اور کہیں آپ جا رہے تھے۔ چلتے چلتے آپ کو پیاس لگی۔ آپ نے چاروں طرف گھوم کر دیکھا۔ لیکن پانی کا کوئی نشان نہ پایا۔ وہاں ایک حبشی اپنی بکریاں چرا رہا تھا۔ آپ اس کے نزدیک گئے اور اسکو سلام کہا۔ حبشی نے آپ کا نام لیکر سلام کا جواب دیا۔ آپ بہت حیران ہوئے۔ کہ اس کو میرا نام کیسے معلوم ہوا۔ جبکہ اُس نے مجھے کبھی نہیں دیکھا۔ پھر آپ نے اس سے پینے کے واسطے دودھ مانگا۔ حبشی نے کہا۔ اے خلیل آپ کو کونسی چیز مرغوب ہے۔ ٹھنڈا پانی مرغوب ہے یا دودھ۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا۔ اِس وقت کہ سخت گرمی ہے۔ تو ٹھنڈا پانی کہاں سے لائیگا۔ حبشی نے اپنا عصا ایک پتھر پر مارا۔ اور پتھر پھٹ گیا۔ اس میں سے ٹھنڈے پانی کا چشمہ جاری ہوا۔ جو دوُدھ سے زیادہ صاف اور شہد سے زیادہ میٹھا اور برف سے زیادہ ٹھنڈا تھا۔ اور کہا۔ اے ابراہیمؑ پانی کے قریب ہو جائیں اور خوب سیراب ہو کر پیئیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی قدرت سے تعجب نہ کریں۔ پھر اس نے اپنے ہاتھ سے ایک بڑے پہاڑ کی طرف اشارہ کیا۔ اور کہا۔ اے ابراہیمؑ جو شخص اللہ کا فرمانبردار ہوتا ہے۔ اللہ کی ہر ایک مخلوق اسکی فرمانبردار ہو جاتی ہے۔ اگر مَیں اس پہاڑ کو حکم کروں کہ وہ اپنی جگہ سے اٹھ جائے تو یہ اٹھ جائے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پہاڑ کی طرف نظر کی۔ تو کیا دیکھا کہ وہ ہوا میں بادل کی طرح معلّق ہو گیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تعجب کیا اور حبشی کی طرف دیکھنے لگے۔ پھر ایک لمبی گھڑی تک پہاڑ کو دیکھتے رہے۔ پھر اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا۔ اور اسکی ثناء کی۔ حضرت جبرائیل علیہ السّلام آئے۔ اور کہا۔ اے ابراہیمؑ آپ کیوں اس قدر تعجّب کر رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ مَیں کیوں نہ اِس حبشی غلام سے تعجّب کروں جو اس مرتبۂ عظیم تک پہنچا ہوا ہے۔ حضرت جبرائیل نے کہا۔ یہ حقیر غلام تھوڑی قیمت سے خریدا گیا ہے۔ لیکن اس کا مرتبہ اور اسکی محبّت اللہ کی

نزدیک ترجیح ہے۔ اگر یہ غلام قسم کھائے۔ کہ وہ قدم نہیں اٹھائیگا۔ یہاں تک کہ آسمان زمین پر نہ گر جائے۔ اور تمام زمین والے ہلاک ہو جائیں۔ تو یقیناً اللہ تعالیٰ اُسکو سچا کرے۔

(حکایات الصالحین عربی ص۶۷)

نوٹ:۔ اس حکائیت سے ہرگز یہ وہم نہ ہو۔ کہ وہ حبشی غلام جسکی یہ کرامت ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے افضل ہے۔ نبی مطلقاً ولی سے افضل ہوتا ہے۔ اگر کسی ولی سے کرامت صادر ہو۔ تو وہ بھی اُس کے نبی کی متابعت کا فیضان ہے۔ نبی کا ہر فعل اللہ کے حکم کے تابع ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ خوارق امور اور معجزات کے سلسلے میں بھی جب تک اللہ کا اذن حاصل نہ ہو وہ دخل نہیں دیتا۔ اور لوگوں کی تعلیم کیواسطے عموماً وہ امور عادیہ ہی کو اختیار کرتا ہے۔ اس حکائیت سے بھی یہی ثابت ہوا۔ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پانی کی جستجو میں امور عادیہ ہی کی طرف توجہ فرمائی۔ اگر آپ چاہتے۔ تو فرق عادت کے طور پر آپ بھی اپنے واسطے پانی کو مہیا کر سکتے تھے۔ لیکن اس میں امت اور عوام کیواسطے کوئی بھی تعلیم و اتباع کا پہلو موجود نہ ہوتا۔ اس واسطے اِس طرف توجہ نہ کی۔ اور ولی کے واسطے امور عادیہ کا ترک کرنا اور فارق عادت امر کا اختیار کرنا اور وہ بھی کسی کے نفع کے واسطے جائز ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا تعجب اس وجہ سے نہیں تھا۔ کہ یہ کیسے ہو گیا ہے۔ بلکہ اس خوشی سے تھا۔ کہ ایک عبد حقیر اطاعت الٰہی سے کتنے بڑے مرتبے پر پہنچ گیا ہے۔ جس طرح کوئی باپ اپنے سات برس کے بچے پر خوشی سے تعجب کرتا ہے۔ جب وہ قرآن شریف کو حفظ کر کے نوافل میں سنا بھی دے۔ جیسا کہ سیّدنا و مولانا صاحبزادہ حضرت پیر افضل حسین شاہ صاحب نے سات برس کی عمر میں حفظ کر کے سنا بھی دیا تھا۔ اور سب خورد و کلاں انہیں دیکھ کر تعجّب کرتے تھے۔

افکارِ طالب (پنجابی)

مَیں جاناں وڈّے دربار نہ دم پلّے
ہتھ خالی اوتھے یار نہ کم چلّے
جس کیتی خوب کمائی دم نے پلّے
اوس راضی رب رسول کم سوّے
جنہاں اینویں عمر گنوائی خالی چلّے
اُوہناں لعنت بے شمار تے سِر کھلّے
کجھ کر لو ایتھے یار جے وَس چلّے
ہوش ہوندیاں سوندیاں یار ہیو نہ بھلّے
اِک گئی سمندروں پار پا کن چھلّے
اک رہ گئی اوگنہار پتّن مَلّے
الیس دم دا نہ وساہ کجھ کر لے ہلّے
سب ویکھ کے آکھن یار بلّے بلّے
کم اوہ کر جوَے جائے جنّت وَتّے
بچ جائیں اس تھیں یار جو دِل سلّے
ڈر رب دے غضبوں کریں نہ کم اوتّے

ہتے دوزخ دے وچ جائیں تھلّے تھلّے
دکھ دے نہ کسے نوں یار گلّے گلّے
گل اوہ کر جس تھیں گذرن دم سُکھلّے
جیہڑے بیکس تے بیمار دے گل مکلّے
کہن اوہناں نوں زوراں والے جھلّ وَلّے
ماں پیا استاداں نال نہ بنئے جھلّے
حق اوہناں دے بھارے یار جان نہ ٹھلّے
اوتھے اُف دی مُول نہ جانا کریئے ہلّے
دے مت کوئی جے یار بنھئے پلّے
مَیں ڈردا گراں نہ گل کہ مت کوئی سلّے
بے ادبی بڑی بلا اے کوئی نہ جھلّے
ہوگیا زمانہ یار اوپر سے تھلّے!!
چل سوچ سمجھ کے یار وَتّے وَتّے
تیرے سارے طالب یار کم کوتّے
گل اوہو کم آون جو اگّے گھلّے
چھڈ دفتر بابو یار آ گھر چلّے
گھر بہنے والیاں یار دفتر ملّے
اک کم دیاں باغیں سیر لے گئے دتّے
اک کھیڈن مرداں نال کھینوں ٹلّے
اڈ گئے سراں تھیں یار شرم دے پلّے
لٹ گیا شرافت گھر کجھ رہیا نہ پلّے
جیوں جنگلیں پھردے یار وحشی گلّے
اہنویں شہراں دے وچکار پھرن نگلّے
سانوں یارب دکھا دے راہ ہدایت وَتّے
آون اِسدی برکت نال دِن سَوَلّے

کرامت

مَیں اپنے محترم پیر بھائیوں اور اعلیٰ حضرت امیر الملّت نور اللہ مرقدہٗ کے غلاموں اور سرکار سراج الملّت محدث علی پوری کے حلقہ بگوشوں اور عقیدتمندوں کو بخلوص قلبی مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ ان کی التجاؤں کو سرکار علی پوری نور اللہ مرقدہٗ کی بارگاہ میں قبولیت کا شرف عطا ہوا۔ اور حضور نے جو اراضی برائے اخراجات مدرسہ۔ مسجد اور خانقاہ گورداسپور میں خریدی ہوئی تھی۔ اور بعد تقسیم ملک جس کے عوض میں اراضیات ضلع لائل پور چک ۲۷۹ خورد میں ملی ہوئی تھی۔ اس اراضی سے ہم کو محروم کرنے کے لئے چند ناہنجار ظاہری چند ادارہ اختیار پر فرعون شدگان ایڑی چوٹی کا زور لگایا۔ مگر ان کو شیخ سعدی کا شعر

منجنیقِ آہِ مظلوماں بصبح ٭ سخت گیرد ظالماں را درحصار

شاید یاد نہ آیا۔ نہ ہی اس خالقِ ارض وسما مالک ہردوسرا کی کتاب قدیم قرآن حکیم کی آیت شریف یاد آئی۔ آیت وَلِلّٰہِ الْعِزَّۃُ وَلِرَسُوْلِہٖ وَالْمُؤْمِنِیْنَ وَلٰکِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ۔ خدا تعالےٰ جلّ شانہٗ اور نبی کریم خاتم الانبیاء والمرسلین علیہ السلام اور اس کے پاک مومنین صالحین کے لئے ہی خدا کی بارگاہ سے ہمیشہ عزت عطا ہوتی ہے۔ مگر منافق اس بات کو نہیں جانتے (نہیں سمجھتے) منافق جو بظاہر تو اپنے آپ کو مسلمان کہے مگر دل سے اسلام کے ارکان کو نہ ہی تسلیم کرے نہ ہی ان پر کاربند ہو۔

(آگے صفحہ ۲۶ پر ملاحظہ ہو)

اور مومنین و مسلمین اور صالحین کی ایذا رسانی کے درپے رہے اور اپنا فائدہ اور دوسروں کو تکلیف دینا ہی اُن کا مطمع نظر اور اصولِ زندگی ہو۔

قرآن پاک صادق اور سچی کتاب اِس کے احکام صحیح اور درست۔ ارشاداتِ باری بالکل صحیح اور اٹل ہونے والے منافق کو بھی بارگاہِ الٰہی سے نہایت بڑا درجہ عطا کیا جاوے گا ایت۔ المنافقین فی الدرک اسفل من النار اسفل ترین دوزخ میں منافق کو جگہ مدام رہائش کی خدا تعالےٰ کی بارگاہ سے عطا کی جاوے گی۔ افسوس اِن جھوٹے اختیار والوں نے صالحین سے مقابلہ کرکے اپنے دین و دنیا کو برباد کرلیا۔ وہ سمجھتے رہے اپنے صاحب اختیار و اقتدار ہیں۔ جو چاہئیں کریں اللہ تعالیٰ اس کی ید قدرت کو پسِ پشت ڈال دیا۔ ایسی ایسی لن ترانیاں کیئیں کہ الامان اللہ تعالیٰ اُن کو مہلت عطا کرتا رہتا ہے۔ کہ یہ تائب ہوکر میرے مقبول بندگان کا نہ صرف مقابلہ کرنا ہی چھوڑ دیں۔ بلکہ اُن کے غلام بن کر خدا تعالےٰ کا بندہ بننا سیکھیں۔ مگر شیطان اُن کی آنکھوں پر پٹی ڈال دیتا ہے۔ اور اصولِ خدائی سے اُن کو برگشتہ کرکے قعرِ مذلت میں الٹا گرا دیتا ہے۔ اور ہماری مخالفت میں میرے عزیز بھائیو آپ نے خوب دیکھ لیا کہ آپ کی سعی کو جو میرے خیال میں ہمارا ایک امتحان تھا سرکار علی پوری رحمۃ علیہ نے دیکھا۔ اور آزمایا کہ ہم کو حضور کے فضل سے کس قدر وابستگی اور محبت ہے۔ اور ہماری التجاؤں کو شرفِ قبولیت بارگاہِ ایزدی سے برائے اخراجات لنگر مدرسہ۔ مسجد۔ خانقاہ آراضی۔ سابقہ آراضی سے بہتر عطا کرادی۔ اور جو اِس آراضی سے ہم کو محروم کرنا چاہتے ہیں۔ اُن سے بارگاہِ ربانی سے جو سلوک ہوا۔ وہ آپ سب پہ ظاہر اور روشن ہے۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ اور خلفائے راشدین کے تصدق اور شہزادگانِ عالی مقام اور خواجگانِ نقشبندیہ کی طفیل ہم کو آراضی عطا کرادی۔ جو خاص کرامت سرکارِ علی پوری ہے۔

اسی طرح جبتک مرشد کی خانقاہ میں جا کر اس سے زمان و مکان پر حکمرانی کا طریقہ عملی طور سے حاصل نہ کیا جائے کوئی شخص محض اس علم سے یا زبان سے یہ بات کہہ دینے سے زمان و مکان پر حکمران نہیں بن سکتا۔

نظم نمبر ۲ شعر ۳۔ عقلمند آدمی کبھی لفظی محبت نہیں کرتے ان کو تو معنی سے علاقہ ہوتا ہے۔ نہ کہ لفظ سے۔ جس طرح غوطہ خور اگرچہ صدف کی تلاش کرتا ہے۔ لیکن اس کا مقصود صدف نہیں۔ بلکہ گوہر ہوتا ہے۔

شعر ۴۔ پس اگر تجھے معنی کی آرزو ہے۔ یعنی اگر حقیقت سے آگاہ ہو جانے کا شوق ہو تو وہ عقل پیدا کر جو شعلہ اور شرر میں تمیز کر سکے اور یہ عقل کتابوں سے پیدا نہیں ہوتی۔ بلکہ اربابِ جنوں کی سوسائٹی کا ممبر بننے سے ہو سکتی ہے۔

شعر ۵۔ تجھے اللہ اور رسول کے عاشقوں کی صحبت کی طفیل وہ عقل حاصل ہو جائے گی اور اسی عقل کو اصطلاح میں نورِ قلب کہتے ہیں۔

؎ از ہمہ کس کنارہ گیر صحبتِ آشنا طلب (اقبالؒ)
ہم ز خدا خودی طلب ہم ز خودی خدا طلب

؎ نہ کتابوں سے نہ کالج سے نہ زر سے پیدا ! "اکبر الہ آبادیؒ"
دین ہوتا ہے۔ بزرگوں کی نظر سے پیدا !

جناب شارح بال جبرائیل غزل نمبر ۱ حصہ ۲ شعر ۸ کی شرح میں لکھتے ہیں۔ کہ علامہ اقبال مرحوم کہتے ہیں۔ کہ اے مسلمان! مغربی تعلیم نے تجھکو روحانیت اور تقویٰ سے معرا کر دیا ہے۔ اور مغربی تہذیب نے تیرا زاویہ نگاہ بالکل مادہ پرستانہ بنا دیا ہے۔ اس لئے تو اس عالم کا جو نظر سے نہاں ہے۔ منکر ہو گیا ہے۔ یعنی خدا، ملائکہ، روح، وحی، عشق اور قلب ان تمام حقائق میں تجھے کو شک و شبہ لاحق ہو گیا ہے۔ اس لئے تجھے مشورہ دیتا ہوں کہ مرشد رومیؒ کی مثنوی کا مطالعہ کر۔ یہاں پر شارح موصوف لکھتے ہیں کہ آتش رومی سے مراد تصوف اسلام ہے۔ جس کا مقصد یہ ہے۔ کہ قلب میں عشق رسولؐ کی آگ سے سوز و گداز کا رنگ پیدا ہو جائے۔ تاکہ مسلمان زمان و مکان کی قیود سے آزاد ہو سکے۔ آگے جا کر شارح موصوف لکھتے ہیں کہ چونکہ مسلمان بھی انگریزی تعلیم کی بدولت تصوف (اسلام کے روحانی پہلو) سے بیگانہ ہو چکے ہیں۔ جس کی وجہ سے صحبت مرشد کی قدر و قیمت کا اندازہ نہیں کر سکتے۔ اس لئے اقبالؒ نے انہیں صاف لفظوں میں اس حقیقت سے آگاہ کر دیا ہے۔ کہ؛

علاج آتش رومی کے سوز میں ہے تیرا۔

جناب شارح یہاں ایک مثال دیتے اور لکھتے ہیں۔ "واضح ہو کہ کوئی جسمانی مریض اپنا علاج خود نہیں کر سکتا اگرچہ طب کی کتابیں بھی موجود اور مفردات بھی بازار سے دستیاب ہو سکتی ہیں۔ اس کے باوجود ہر مریض کسی طبیب ہی سے رجوع کرتا ہے۔ یہی حال روحانی مریضوں کا ہے۔ وہ بھی اپنا علاج خود نہیں کر سکتے۔ یعنی کتابوں کی مدد سے اپنے دل میں سوز و گداز کا رنگ پیدا نہیں کر سکتے اس کے لئے صحبتِ مرشد راشد ضروری ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ اقبال نے اپنی ہر تصنیف میں صحبت مرشد کو واضح کر دیا ہے۔

چنانچہ (شعر ۹) اقبال نے صحبتِ مرشد کی اہمیت کو اپنی ذاتی مثال سے واضح کیا ہے۔ کہتے ہیں۔ کہ اے مسلمانو! اگر تم اپنی کم علمی اور کوتاہ نظری کی بنا پر صحبت شیخ کی اہمیت سے واقف نہیں ہو تو میری طرف دیکھو۔ میری نگاہ میں جو کچھ بھی روشنی پیدا ہوئی ہے۔ یہ کانٹ اور ہیگل۔ نطشے اور برگساں

کے مطالعہ نتیجہ نہیں بلکہ مرشد رومی رح کا فیض لئے ہے اور میری شاعری (مثنوی) میں تم کو حقائق اور معارف کے جو دریا (جیحوں) موجزن نظر آتا ہے۔ یہ سب اسی مرد خود آگاہ کی باطنی توجہ کا اثر ہے۔ جناب شارح بال جبرائیل غزل ۵ ص۴۶ کے پانچویں شعر کی شرح میں لکھتے ہیں "واضح ہو کہ جب تک انسان کا تعلق اللہ کے ساتھ درست نہ ہو اور اس کو تصوف میں تعلق باللہ یا نسبت الی اللہ کہتے ہیں۔ نہ اسے نماز میں لذت حاصل ہو سکتی ہے۔ اور نہ وہ اسلامی زندگی بسر کر سکتا ہے۔ نماز میں حضرت تعلق باللہ کی درستی پر منحصر ہے۔ اور ایک شخص دوسرے کا تعلق باللہ اس وقت درست کر سکتا ہے جب اس نے پہلے اپنا تعلق باللہ درست کر لیا ہو یہ بات وہی ہے جسے اقبال نے ہر کتاب میں مختلف طریقوں سے پیش کیا ہے۔ چراغ سے چراغ جل سکتا ہے۔ صحبت مرشد کے بغیر نہ نماز میں لطف آ سکتا ہے۔ نہ ایمان کی تکمیل ہو سکتی ہے۔ نہ جہاد کا ولولہ دل میں پیدا ہو سکتا ہے۔ جہاد نام ہے۔ راہ حق میں جان دینے کا بغیر ایمان کامل یہ جذبہ میسر نہیں ہوتا۔ ایمان کامل بغیر عشق رسولؐ کے حاصل نہیں ہوتا۔ ایمان کامل بغیر عشق رسولؐ کے حاصل نہیں ہوتا اور یہ صحبت مرشد کا پہلا کرشمہ ہے۔

اللّٰھم ارزقنا۔ آمین راقم

انجمن خدام الصوفیہ کنجاہ و گجرات کے سالانہ اجلاس

مقبول و محبوب بندگان خدا ذوالجلال کی اوصاف حسنہ اور سوانح پاک کی جہاں کہیں یاد کی جاوے۔ باعث نزول برکت و رحمت ہوتی ہے۔ اور وہ پاک جہاں خدا کے پاک بندوں کی یاد کی جاوے وہاں جانا اور اس مجلس مقدس میں شامل ہونا۔ باعث حصول سعادت دارین ہوتا ہے۔ بحکم حدیث شریف عند ذکر الصالحین تنزل الرحمت

تازہ خواہی داشتن گرد و غبائے سینہ را
گاہے گاہے بات خواں آں قصہ پارینہ را

اگر عشق و محبت کی سینہ کو تازہ رکھے کو کبھی کبھی دہراتے رہا کرو

عشق و محبت نور الفت کا تقاضا ہے۔ کہ طلب اور طالب اپنی محبوب مطلوب کی ہر بات کو کو یاد کر کے اپنی محبت کا اپنی وقابلیت کا ثبوت پیش کرتا رہتا ہے۔ کی زندگی محبوب کی محبت سے جاتی ہوتی ہے۔ محبوب کی پیاری نورانی صورت اس کا دل کش نام ہر وقت اس کے دل و دماغ کو روشن اور منور کرتا ہے اور جوں جوں اپنے محبوب کے پیارے نام کو یاد کرتا ہے اس کے دل میں محبت کا سمندر موجزن ہوتا جاتا ہے اور اس کے دل کو تسکین طمانیت اور تسلی حاصل ہوتی جاتی ہے۔

دیدہ مجنون اس کے صحرا نوردہ - در بیاناتِ محبت مجنوں کو ایک صحرا نورد نے دیکھا کہ وہ بیابانات محبت میں اکیلا بیٹھا تھا اور ریت کہ اس نے کاغذ بنایا ہوا تھا - اور اپنی انگلیوں کو قلم اور ریت پر کچھ لکھ رہا تھا صحرانورد نے پوچھا اے مجنوں لوحِ دل پر اپنے محبوبہ کا نام نقش کر رہا

گفت مشقِ لیلیٰ مے کنم - خاطر خود را تسلی مے کنم

یعنی میں اپنے محبوب کے نام کی مشق کرتا ہوں اور میں اپنے دل تسکین اور طمانیت دیتا ہوں اسیطرح اپنے دلوں کو تسلی اور حصول اطمینان کی خاطر سرکار علی پور نور مرکزہ کے غلاماں ہر ہر دہ افرا میں اکٹھے ہو کر حضور کی یاد تازہ رکھنے کے لئے حضور کی محبت اور عشق کے خزانے جمع کرتے ہیں - چنانچہ اس زریں اصول کے ماتحت حسب دستور سابق حضرت مولانا الحاج ڈاکٹر محمد اللہ دتہ صاحب نے ۱۵ ۱۰/۵۵ کو گنجاہ میں اپنے خدام الصوفیہ کے تیسرے سالانہ جلسے کا اجلاس کیا مگر افسوس بوجہ سیلاب اور گاڑیوں کی بند - کی وجہ سے اکثر اصحاب شریکِ جلسہ نہ ہو سکے - مگر باوجود اس رکاوٹ کے ہزاروں غلاموں نے اس پاک مجلس میں شرکت کی - نعت خوانی و قرآن خوانی مواعظ حسنہ سے سامعین شاملین کو مستفیض کیا گیا - سرکار راجم رحمت اللہ کے پڑھے گئے حضور کے سوانح پاک اور کرامتیں بیان کی گئیں ضرورت بیعت اور مریدی کے موزوں پر نہایت مدلل و معقول بیان کئے گئے نعت خوانی و قرآن خوانی اور سلام و دعا کے بعد مجلس پاک نہایت احسن طریق سے اختتام پذیر ہوئی غربا اور شاملین کو کھانا کھلایا گیا۔

گجرات انجمن خدامِ الصوفیہ کا اجلاس اور نورِ عرفان کی بارش ۴-۵ نومبر ۱۹۵۵ء بروز جمعہ و ہفتہ گجرات میں -

زیر صدارت عالی جناب استاد العلماء و الفقہاء سراج المبین حضرت مولانا الحاج پیر سید محمد حسین شاہ صاحب سجادہ نشین آستانہ علی پور شریف حسب دستور سابق محترمی حضرت مولانا الحاج سید پیر ولایت صاحب صدر انجمن خدام الصوفیہ گجرات کی ساعی سے منعقد ہوا جس میں ہر دو روز نہایت پر صول نعت خوانی ہوئی نہایت ہی مفید اور نورانی حسنہ شامعین کو مستفیض زادگان میں صدارت کے فرائض سرانجام فرمائے اور نورانی ارشادات اور روحانی مفوضات سے حاضرین کو نور ایمان و ایقان کے نوازہ قرآن خوانی ہوئی

نعت خوانی کے سلام و قیام کے بعد جلسہ انجام پذیر ہوا۔

مولانا الحاج سید محمود شاہ صاحب کے اوران کے برادران صغیر مولانا حافظ حمید شاہ صاحب۔ حامد شاہ صاحب نے نہایت ہی معقول منقول موثر وعظ اور تقریریں فرمائیں خدا ان کو مزید توفیق عطا فرمائے۔

توبہ ... گذشتہ سے پیوستہ

پیدا ہوتا ہے اے نیک نام
نے دم پھر کہتا ہے یہی خدا
ناہ رکھا اسے بے اجراب
ا پر اپنے سدا نادم رہے
رسول کبریا فرما گئے
ل حق سے داخلِ جنت وہی
یا ان سے یاروں نے پھر یہ سوال
ے جبکہ کچھ گناہ کرتا ہے وہ
گناہ کو یاد رکھتا ہے سدا
مومن کا ہے مثل آئینہ
عبادت سے آتا دل میں نور
با ہے دیکھنا نور خدا۔
ے تو ہر گھڑی کار گناہ
ج اسکا بڑی مشکل بڑے
ر جو لکھا گیا زنگار سے
ر سکتا نہیں یہ آدمی
س کی بجز زباں تو یہ نہیں
نے جرم کو دیکھے صغیر

حق اسے بھیجتا ہے یہی پیام
اس امانت کو کیا تو نے ادا
ورنہ دوزخ ہے تیری جائے ادب
تاکہ جنت کی طرف خوش خوش چلے
بعض بندے اپنے بد افعال سے
مستحقِ کشف و کرامت وہ ہوں
کیسے ممکن ہے یہ اے بہ عالی خصال
دل میں نادم ہر گھڑی رہتا ہے وہ
جسے کہ پالیتا ہے وارا لطیفا۔
ڈالتا ہے اس میں ظلمت ہر گنہ
ظلمت عصیاں چلی جاتی ہیں دولہ
شیشۂ دل پر نہ رکھ ظلمت ذرا
جو ہر دل اس سے ہو تیرا سیاہ
کوشش بیہودہ لاحاصل رہے
لے گیا سب نور وہ سے
گر کرے کچھ فائدہ نہ ہو کبھی
اک گھڑی بھی اسکا دل آگہ نہیں
وہ گناہ ہو جاتا ہے اسکا کبیر

وحشتِ عصیاں کو دل سے دور کر
تاکہ پائے انس طاعت اے پسر

(باقی آئندہ)

خطبہ نبوی نمبر ۱۵

ترجمہ منظوم

لوگو! تم محشر میں پاس اللہ کے
ننگے پاؤں۔ تن برہنہ ۔ ننگے سر۔
پڑھ کے آیت پھر یہ حضرت نے کہا
جسطرح کی خلق پیدا پہلی بار
یاد رکھو پھر یہ حضرت نے کہا
سب سے پہلے حضرت ابراہیم کو
یہ بھی رکھو یاد کچھ امت مری
میں کہوں گا اے مرے پروردگار
پس فدا ہوگی نہیں تو جانتا۔
تو کہونگا پیش حق میں بھی وہی
یہ کہ جبتک ان میں موجود تھا
جب کیا تو نے مجھے ان سے جدا
اور شاہد آپ ہیں ہر چیز پر
دے عذاب ان کو اگر بار الٰہ
گر تو ان کو بخش دے مولا کریم

جمع ہو گے زندہ بے ختنہ ہوئے
اپنے اپنے حال سے بے خبر
یہ ہی فرماتا ہے قرآں میں خدا
پھر کریں گے اس کو پیدا برقرار
دن قیامت کا کہ جب ہوگا بپا
لائینگے پہنا کے کپڑے تو خوب۔
بائیں جانب سے ہی لائی جائیگی
یہ مرے اصحاب ہیں سب باوقار
کہ انہوں نے بعد تیرے کیا کیا
قول عیسیٰ سے خبر جو حق نے دی
دیکھتا میں ان کو عملوں کو رہا
تو ہی ان کے حال پر نگران تھا
یعنی ان کی رکھتے ہیں پوری خبر
تیرے ہی بندے تو ہیں یہ بے شبہ
ہے تو غالب صاحب حکمت حکیم

حکم ہوگا بعد تیرے یہ غلام
پھر گئے تھے ایڑیوں کے بل تمام